اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / چودھواں اجلاس (دسویں نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز بدھ مورخہ 4/جون 2025ء بمطابق ۷/ذوالحجہ ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	04
4	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	13

جلد 14 ☆☆☆ شمارہ 10

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی) ۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز بدھ مورخہ 4/جون 2025ء بمطابق ۷/ذوالحجہ ۱۴۴۶ھ۔

بوقت صبح 10 بجکر 30 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ط ذٰلِکَ

الۡفَوۡزُ الۡکَبِیۡرُ ۝۱۱ اِنَّ بَطۡشَ رَبِّکَ لَشَدِیۡدٌ ۝۱۲ اِنَّهٗ هُوَ یُبۡدِئُ وَیُعِیۡدُ ۝۱۳

وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ ۝۱۴ ذُوالۡعَرۡشِ الۡمَجِیۡدُ ۝۱۵ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ ۝۱۶

﴿پارہ نمبر ۳۰ سُوۡرَۃُ البروج آیات نمبر ۱۱ تا ۱۶﴾

ترجمہ: بیشک جو لوگ یقین لائے اور کیں انہوں نے بھلائیاں ان کے لئے باغ ہیں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی۔ بیشک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔ بیشک وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسری۔ اور وہی ہے بخشنے والا محبت کرنیوالا۔ مالک عرش کا بڑی شان والا۔ کرڈالنے والا جو چاہے۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمِ۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْم. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم۔

جناب اسپیکر: رُخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رُخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی) جناب سلیم احمد کھوسہ صاحب اور میر یونس عزیز زہری صاحب نے آج کی نشست سے رُخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رُخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔مجلس قائمہ برائے محکمہ داخلہ کی رپورٹ کا پیش ومنظور کیا جانا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: وہ آپ کی پرچی آئی ہے آپ کہہ رہے تھے کہ مَیں ایجنڈے کے بعد، ہاں تو بل کا وہ بیچ میں وہ وقفہ آئے گا کہ آپ کو اُس پر بولنے دیں گے، جب وہ زیرغور لایا جائے گا پھر آپ اس پر بولیں ،ٹھیک ہے۔جیسے ہی مَیں اِن سے، اُس کو ہاؤس سے، زیرغور کا مطلب یہ ہے کہ جس پر اگر آپ اپنی رائے رکھتے ہیں تو آپ اپنی رائے پیش کریں گے۔مولانا صاحب یہی بات آپ سے، آپ صرف دومنٹ ٹھہر جائیں۔دومنٹ میں دولائنیں پڑھ لیتا ہوں اُس میں آپ کوموقع ملے گا

جناب اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

مجلس قائمہ برمحکمہ داخلہ کی رپورٹ کا پیش ومنظور کیا جانا۔چیئر پرسن مجلس قائمہ برائے محکمہ داخلہ! مجلس کی رپورٹ برانسدادِ دہشتگر دی (بلوچستان ترمیمی) مسودہ قانون مصدر 2025ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کریں۔

میر محمد صادق سنجرانی: مَیں محمد صادق سنجرانی، صدرنشین، مجلس قائمہ برمحکمہ داخلہ مجلس کی رپورٹ برانسدادِ دہشتگر دی (بلوچستان ترمیمی) کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔وزیر برائے محکمہ داخلہ! انسدادِ دہشتگر دی (بلوچستان ترمیمی) کا مسودہ قانون

مصدرہ2025ء(مسودہ قانون نمبر18 مصدرہ2025ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

نوابزادہ محمد زرین خان مگسی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون وپارلیمانی امور): مَیں زرین مگسی، وزیر برائے محکمہ داخلہ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ انسدادِ دہشتگردی (بلوچستان ترمیمی) کا مسودہ قانون مصدرہ2025ء(مسودہ قانون نمبر18 مصدرہ2025ء) مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرِغور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا انسدادِ دہشتگردی (بلوچستان ترمیمی) کا مسودہ قانون مصدرہ2025ء(مسودہ قانون نمبر18 مصدرہ2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرِغور لایا جائے؟ جی مولوی صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ جو بل ہے، ظاہر ہے بلوچستان کے تمام مسائل میں سے سب سے بڑا مسئلہ لاپتہ افراد کا ہے، مسنگ ہیں۔والدین کو پتہ نہیں ہے کہ میرا بچہ کہاں ہے اور میرے بچے نے کیا جرم کیا ہے۔یہ والدین کو پتہ نہیں ہوتا ہے۔آج بھی بڑی تعداد مسنگ ہیں۔آج جو مَیں آپ سے بات کر رہا ہوں تو اس میں مسنگ کے بعد میرے گوادر کے کم سے کم ایک بچے کو مسنگ کے بعد بازیاب کرادیا، پھر اُس کو ماردیا، ذاکر نام ہے۔پھر پانچ میرے بچوں کو بازیاب کرایا پھر اُن پر قاتلانہ حملہ ہوا وہ بچ گئے۔اُن میں کسی بچے کے ہاتھ میں گولی لگی، کسی کے گردن پر گولی لگی، جو لاپتہ تھے، وہ بازیاب ہوگئے ہیں پھر اُن پر حملہ ہوگیا ہے۔میرے ضلع گوادر کے چھ لوگ تھے چھ میں سے ایک فوت ہوگیا پانچ زخمی ہوگئے ہیں، تو حکومتِ بلوچستان نے یہ بل پیش کی ہے اس نیت کے ساتھ کہ اِس مسئلے کو ہم حل کریں گے۔ہم بالکل سپورٹ کریں گے کہ لاپتہ افراد کا مسئلہ حل ہوجائے۔والدین کو پتہ چل جائے کہ میرا بچہ کہاں ہے۔والدین کو پتہ چل جائے کہ میرے بچے نے کیا جرم کیا ہے۔لیکن مجھے یہ، ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ اس کو مزید کیونکہ یہ ایسا بل ہے، بلوچستان میں مسائل یہ ہیں کہ مَیں بات کرتا ہوں پھر ہمارے وزراء ہمارے ساتھی ناراض ہوتے ہیں کہ آپ ہمیں کہتے ہیں کہ اختیار نہیں ہے، فلاں نہیں ہے، وہ نہیں ہے۔یہ خوبصورت بل تو ٹھیک ہے لیکن یہ پھر کس کے ہاتھ میں ہوگا؟ وزارت داخلہ بلوچستان کے ہاتھ میں ہوگا؟ حکومتِ بلوچستان کے ہاتھ میں ہوگا، وہ فیصلہ کریگا؟ یا یہ نہیں ہے سی ٹی ڈی کی طرح، سی ٹی ڈی کی تحویل میں میرے نوجوانوں کو پکڑ کے اُس کی لاش پھر بلوچستان کے جنگل میں، تحویل، وہ سی ٹی ڈی بھی تو حکومت کا ادارہ ہے۔ سرکاری ادارہ ہے۔ جب اُس کی تحویل میں نوجوان، ریکارڈ میں تھے، عدالت میں پیش ہورہے تھے، اُس کے ریکارڈ میں جو نوجوان مارے گئے، یہ تو حراستی سینٹر یہ بھی اُسی طرح ہے۔آیا اِس حراستی سینٹر کے اندر کوئی حراستی سینٹر ہوگا، یہ نوجوان محفوظ ہوں گے؟ یہ حکومت وزارت داخلہ کی تحویل میں ہوگی، اِس کی زندگی محفوظ ہوگی۔تو مجھے خدشات تو ہیں، کیونکہ سی ٹی ڈی کی کارروائیاں ہمارے سامنے ہیں۔تو اِس کا ہم چاہتے ہیں کہ اگر نیت یہ ہے کہ لاپتہ افراد کا مسئلہ حل ہو۔ہم حکومت کے بالکل اِس نیت پر شک نہیں کرتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ لاپتہ افراد کا مسئلہ حل ہو۔لیکن مَیں حکومت سے چاہتا

ہوں ذرا یہ حراستی سینٹر ہے، کیا ہے؟ اِس پر آپ فیصلہ کریں۔ کیونکہ یہاں مسئلہ ہے کیونکہ ایک لیٹر جاری ہوتا ہے۔ حکومت کو پتہ نہیں ہوتا۔ اِتنا بڑا حراستی سینٹر جس میں کہتے ہیں۔ باقی جو کچھ چیزوں پر مجھے اعتراض ہے، میعاد کتنا تین مہینے کا میعاد ہے، اِس پر مزید اگر مشاورت ہو، مزید پورا ایوان کو، یہ کوئی تین چار لوگوں کی کمیٹی کا مسئلہ نہیں ہے، پورے ایوان کو بٹھائیں جیسے کہ باقی بل میں آپ نے بیٹھایا ہے وزیر اعلیٰ محترم سب کو بیٹھائیں اِس پر متفق ایک فیصلہ کریں پورے صوبے میں ہم آپ کی وکالت کریں گے۔ صوبے کے چوک میں کھڑے ہو کر حکومت کی بات کروں، کہ حکومت کی نیت ٹھیک ہے اُس نے جس طرح کیا ہے۔ لیکن کم از کم اعتماد میں لائیں، ایوان سے باہر تمام ممبران کو بیٹھائیں۔ تو میری یہ گزارش ہے، مسئلہ اس قانون کا نہیں ہے، مجھے خدشہ ہے، حکومت اگر یہ حراستی سینٹر ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ کے تحویل میں ہوگا۔ اِس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے بل میں کہ اگر کوئی ادارہ، تفتیشی ادارہ کوئی انٹیلی جنس ادارہ چاہے تو وہاں سے بندے کو تفتیش کے لئے حراستی سینٹر سے لے بھی جا سکتا ہے۔ اب حراستی سینٹر کے اندر تفتیش ہوگی یا لے جائے گا؟ اچھالے جائے گا اُس کی لاش جنگل میں پھینکی گئی پھر اُس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ ہوم سیکرٹری ہوگا؟ وزیر اعلیٰ ہوگا؟ یا یہاں کے کابینہ کے لوگ ہونگے؟ جیسے کہ سی ٹی ڈی کے تحویل میں میرے نوجوان مارے گئے ہیں۔ اچھا جج صاحب کہتا ہے کہ کل پیشی ہے اُسکو لے آئیں۔ والدین انتظار میں ہیں کہ پیشی ہوگی، اُسکے نوجوان بیٹے کی لاش جنگل میں ملی۔ تو یہ مَیں اِس نیت کے ساتھ اسکو سپورٹ کروں گا کہ لاپتہ افراد کا مسئلہ بلوچستان میں حل ہو۔ لیکن حکومتِ بلوچستان سے مَیں کہتا ہوں کہ آپ اِس حراستی سینٹر کو آپ خود چلا سکتے ہیں کہ اور طاقتور حلقہ آپ پر غالب نہیں ہوگا۔ پھر آپ کو پتہ بھی نہیں ہوگا نوجوان حراستی سینٹر میں نہیں ہے۔ اور آپ کے ریکارڈ میں تو حراستی سینٹر میں، اُس کی لاش بلوچستان کے جنگل سے ملی ہو، یہ آپ گارنٹی دے سکتے ہیں ہمیں کہ کوئی اس کو اُٹھا کے اُس کی لاش کو بلوچستان کی جنگل میں نہیں پھینکے گا؟ باقاعدہ ریکارڈ کے مطابق والدین سے ملاقات ہوگی۔ عدالت میں پیش ہوگا۔ یہ حکومتِ بلوچستان گارنٹی دے سکتی ہے۔

جناب اسپیکر: ok ok مولوی صاحب!. thank you۔ بنیادی طور پر یہ بل بیگناہ افراد کو پروٹیکٹ کرے گا۔ مجرم تو پھر آپ کو پتہ ہے مجرم ہی ہوتا ہے۔ جی میڈم شاہدہ رؤف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: جیسا کہ جیسا کہ ہدایت الرحمٰن صاحب نے بھی کہا کہ یہ بل اچھی نیت سے لایا جا رہا ہے، ہم اِس حد تک اِس کو سپورٹ کریں گے، لیکن میری لیڈر آف دی ہاؤس سے صرف ایک suggestion ہوگی اُن کے لیے کہ اِن کی جو چیئرپرسن بھی اُس دن یہاں نہیں تھی اور ایک اختلافی نوٹ بھی اِس کے ساتھ add کیا گیا ہے۔ دیکھیں! یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ تو میرا کہنا یہ ہے کہ تھوڑا اِس کو دوبارہ سے شق وائز ایک دفعہ اِس کو discuss کر لیا جائے تا کہ اِس پر کسی ایک بندے کی reservation بھی نہیں رہے اور وہ output جو ہم اِس سے لینا چاہ رہے ہیں،

وہ پراپرلی لے سکیں۔ اگر کوئی ایک پارٹی بھی اِس کے against چلی جاتی ہے اور خاص طور پر وہ آپ کی پارلیمان میں بیٹھی ہوئی ہے تو اُس کا نقصان سب سے زیادہ اس صوبے کو بھگتنا پڑے گا۔ تو بجائے یہ کہ ہم جلدی میں اِس کو سروہ کرلیں اور لوگوں کی کچھ reservations ہیں، اُس پر تو kindly اِس کو صرف اور صرف ایک دفعہ دوبارہ review کرلیا جائے، بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی. Leader of the House please.

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): شکریہ جی۔ مَیں اِس کو ذرا، آنرایبل اسپیکر! آپ کی بہت مہربانی، مَیں اِس کو ذرا conclude بھی کرتا ہوں اور بلوچستان کے لوگوں کو آج کی تاریخی دِن کے حوالے سے اور اِس تاریخی Bill کے حوالے سے بات بھی کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک میڈم نے کہا کہ اِس کو شق وائز، تو اُس کے لیے کمیٹی ہی ہوتی ہے۔ کمیٹی میں یہ thoroughly discuss ہوتی ہے، وہاں پر، اور پھر amendments لائی جاتی ہے، ایک طریقہ کار رہوتا ہے اسمبلی چلانے کا۔ دوسرا ایک تھوڑا سا personal سا comment ہے لیکن ایک ریکوئسٹ ہے مولانا صاحب سے کہ اِس اسمبلی کا ایک decorum ہے کہ جب ہم sleeves جو ہیں وہ اُوپر کر کے آتے ہیں، تو یہ اِس decorum جو بنیادی decorum جو پہلے دِن ہمیں ایک سبز کتاب آپ کی جانب سے پکڑائی جاتی ہے تو اُس میں یہ ساری چیزیں، اسمبلی کا decorum، کہ کس طرح بیٹھنا ہے، کس طرح اُٹھنا ہے۔ تو ایک ریکوئسٹ ہے کہ اگر یہ sleeves جو ہیں، وہ آپ کی جانب سے اُن کو ہدایت آجائے کہ آئندہ کے لیے اِس کو نیچے کریں تو مناسب ہے، otherwise یہ بھی پارلیمنٹ کے ممبر کا اپنا ایک وہ ہوتا ہے۔ personal comment ہے مَیں اُسکے لیے معافی چاہتا ہوں۔ اب جناب عالی! مَیں آجاتا ہوں اِس بل پر، جناب اسپیکر! بہت عرصے سے بلوچستان میں ایک issue کو pop-up کیا گیا، جہاں وہ سبجیکٹ ڈائی سی ہے، جہاں اُس کا اکاؤنٹ ڈائی سی ہے، جہاں یہ establish کرلینا کہ enforced disappearance کیسے ہوتی ہے، self-disappearance کیسے ہوتی ہے۔ پھر United Nations کا ایک طریقہ کار ہے، اُس طریقہ کار کے تحت آپ کو enforced disappearance اور self-disappearance کا فرق پتہ چلتا ہے۔ پھر اُس کے ساتھ ایک اور کام ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ established کرلینا کہ فلاں شخص missing ہے، اُس کو کس نے missing کیا ہے؟ اب بدقسمتی سے بلوچستان کے کیس میں بہت ساری جگہوں پر اس طرح کے واقعات ہم نے دیکھے ہیں کہ لوگ self-disappear ہوئے ہیں، بعد میں Terrorist Organizations کو اُنہوں نے join کیا ہے۔ آج جتنی Terrorist Organizations ہیں کیا اُن کی کسی کے پاس List ہے؟ no one knows کہ اُنکے ساتھ کون لوگ ہیں۔ اور

وہ parents بھی شاید بتاتے ہوئے گھبراتے ہیں، بتاتے بھی نہیں ہیں یا پھر ملے ہوئے ہیں۔ وہ List کا بھی تو کسی کو پتہ نہیں۔ تو وہ missing persons اُس کو میں بڑے صدقِ دِل سے یہ سمجھتا ہوں کہ ریاستِ پاکستان کے خلاف ایک propaganda tool کے طور پر پچھلے دس پندرہ سال میں استعمال کیا گیا۔ لیکن، کیونکہ اب یہ ایک مسئلہ بن چکا ہے کیونکہ اب یہ اِتنا highlight ہو چکا ہے national level پر کہ آپ اِس کو بلوچستان کا ایک issue سمجھا جاتا ہے۔ آج اللہ کے فضل سے جو میرے دوست honourable Members میرے Left میں بیٹھے ہوئے ہیں اُن سب کی حکومت نے، آپ کی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم کچھ ایسے solid steps لیں گے کہ for once for all. ہم اِس مسئلے کو، اِس کے حل کی طرف جا سکیں اور اِس کو حل کر سکیں۔ اب اُسکے لیے solution کیا ہے؟ وہ صرف اور صرف قانون سازی ہے۔ اور اِس قانون سازی کا مقصد بھی یہ ہے کہ ہم آج یہ بھی clear کر دیں کہ کس نے کس کو disappear کیا ہے؟ جب enforced disappearance کو یہ establish کر لیتے ہیں وہ حلقے جو جن کا مقصد ہی صرف اور صرف ریاستی اِداروں کو بدنام کرنا ہے تو وہ establishment کو روکنے کے لیے، ہم نے کم سے کم اپنے لیے ایک mechanism بنا لیا ہے کہ ریاستی اِدارے، حکومت، وہ اگر کسی کو چاہتے ہیں interrogation کے لیے، کسی کو اُٹھانا چاہتے ہیں، کسی پر شک ہے یا کوئی Terrorist Activities میں involve ہے، ہم اُس کو اُٹھا کے اپنے detention center میں رکھیں گے۔ جب ہم detention center میں رکھیں گے تو اِس کا ایک پورا طریقہ کار ہم نے بتایا ہے تاکہ اِس Law کو کل کلاں misuse نہ کیا جا سکے۔ اب اُس کے لیے پہلی بات کیا ہے کہ On the very first day within twenty four hours مجسٹریٹ کے سامنے اُس ملزم کو پیش کیا جائے۔ جب وہ ملزم پیش ہو جائے گا تو پھر وہ چلا جائے گا detention center میں۔ اب پہلے تین مہینے کا جو اختیار ہے وہ چیف منسٹر بلوچستان کے پاس ہے۔ وہ اُس کو delegate کر سکتا ہے اپنے powers کو to his Home Minister اور to his Secretary Home اور anybody else کہ وہ جو حکومت کا حصہ ہو، اُن کو وہ powers delegate کر سکتے ہیں کہ تین مہینے کے لیے یہ decide ہوگا کہ یہ آپ رکھیں گے۔ اور وہ highest level یعنی بلوچستان میں چیف منسٹر سے تو بڑی کوئی پوزیشن نہیں ہے۔ وہ جب highest level پر آئے گا تو اُسمیں filters لگ کے آئیں گے۔ اُس پر پہلے ACS کا filter لگے گا۔ پھر چیف سیکرٹری کا۔ So Principal Secretary and then وہ پھر چیف منسٹر کے پاس آتا ہے۔ تو اگر کہیں زیادتی ہو رہی ہوگی تو ظاہر ہے وہ چیف منسٹر صوبے کا کسی کے ساتھ زیادتی ہونے نہیں دے گا۔ اُس کے بعد پھر کیا ہونا ہے کہ جب اُس تین مہینے کی extension ہونی ہے تو پھر ایک High Powered

Board ہے، گورنمنٹ وہ High Powered Board کو بھیجے گی۔

High Powered Board is chaired by none other then the Honourable Chief Justice of the Balochistan High Court with two other Judges as the Committee Members. They will decide or we will provide یعنی government will provide the evidence against that ملزم اور اُسکے بعد وہ decide کریں گے کہ اس کی پھر extension کتنی ہونی ہے۔ اُس کے بعد جو detention center ہے۔ That is headed by a police officer, a rank of SP, who will head that detention center

اب Law میں یہاں اُنہوں نے rehabilitation center کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کیونکہ یہ کل کمیٹی میں آیا تھا تو کمیٹی اس پر غور نہیں کرسکی لیکن آج صبح یہ identify ہوا ہے۔ تو میری ریکوئسٹ ہوگی کہ اِتنی سی ترمیم کے ساتھ اس کو قبول کیا جائے کہ rehabilitation کے بجائے اِسکو detention center کا word استعمال کیا جائے Because this will be a detention center. یہ rehab-center تو اُنکے لیے جو وہ ہوتے ہیں لیکن اِس detention center میں rehab کا بندوبست بھی ضرور ہے۔ جو لوگ radicalized ہوئے ہیں، اُن کو جو subvert ہوئے ہیں اور different reasons سے subvert کیا گیا ہے، ایک مکمل، منظّم انداز سے جناب اسپیکر! I am saying this from the day first. کہ ایک منظّم انداز سے بلوچستان کے youth کو disintegrate کیا جارہا ہے with the State. اور وہ ایک propaganda tools کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔ اُس میں جہاں بہت سارے اور propaganda tools ہیں، اُس میں ایک یہ missing persons بھی تھا۔ تو اُسکو، اُس radicalized جب وہ ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی اُس سینٹر میں جا کر اُسکے لیے یہ بندوبست کیا جائے گا کہ اُسکو دوبارہ State کے ساتھ integrate کرکے اُسکو reality بتا سکے، جو جھوٹا propaganda اُس کے سامنے رکھا گیا ہے اور اُس کے دماغ کو pollute کیا گیا ہے۔ اُس کو جو subvert کیا گیا ہے۔ تو وہاں باقاعدہ اُس کے لیے کلاسز ہوں گی تاکہ وہ subversion سے باہر نکل آئے۔ اور پھر good behaviour پر یہ Bill یہ بھی اِجازت دیتا ہے جہاں parents سے ملاقات کی اِجازت ہے، بھائی، بہن سے ملاقات کی اجازت ہے، فیملی ممبرز سے ملاقات کی اِجازت ہے، فیملی ممبرز کو پتہ ہوگا کہ وہاں کے عوام کی health کا پورا اِنتظام کیا گیا ہے۔ اِس Bill میں اِسکو cover کیا گیا ہے کہ اُس کی health وہ priority ہوگی کہ اُس کو

صحت کا کوئی مسئلہ نہ ہو۔ اُس کے بعد اُس کو mental illness کا کوئی مسئلہ نہ ہو۔ تو اُسکے لیے Psychiatrist کا بندوبست کیا گیا ہے۔ so ہم وہ کام کرنے جا رہے ہیں۔ ایک تو ہم ریاست پر جو الزام لگتا ہے کہ کئی لوگ ایسے ہیں، مَیں آج بھی یہ سمجھتا ہوں کہ بہت سارے لوگ self-disappeared ہیں۔ لیکن ہم establish کر لیتے ہیں کہ یہ ریاستی اداروں نے اُٹھا لیے یا حکومت نے۔ تو وہ ایک چیز ختم ہو جائے گی For once for all. کہ جو ہمارے پاس ہوگا Atleast world will know, the family will know. تو Lawyer جو ہوگا اُس کو پتہ ہوگا۔ اور اُس کو Lawyer رکھنے کی اِجازت ہوگی۔ وہ Lawyer ہائی کورٹ میں پیش ہو سکتا ہے ملزم کی جانب سے۔ so یہ ایک missing person کا جو issue ہے وہ ہمیشہ کے لیے بلوچستان میں kill ہو رہا ہے اور اِس کے علاوہ اگر کوئی missing ہوتا ہے تو that means کہ وہ self-disappearance ہے جو کہ self-disappearance کے کئی cases اِس سے پہلے آچکے ہیں۔ اور جناب اسپیکر! یہ پھر ایک sunset clause ہے، It is for six years only. آج ہماری حکومت یہ سمجھتی ہے کہ law and order کی ایسی situation ہے کہ ہمیں اِس کی ضرورت ہے۔ چھ سال بعد اللہ کرے کہ صوبے کے حالات ٹھیک ہو جائیں تو یہ sunset ہے، یہ خود بخود یہ clause ختم ہو جائے گی لیکن اگر چاہے گی حکومت کہ نہیں ہم اِس کو واپس رکھنا چاہتے ہیں، ابھی حالات ٹھیک نہیں ہوئے ہیں اور ہمیں اِس کی ضرورت ہے، یہ ایک successful model ہے تو وہ اِسکو continue بھی کر سکتے ہیں، جاری رکھ سکتے ہیں۔ So this is with only one request کہ The word "rehabilitation center" may be replaced with word "detention center" sir. ایک مرتبہ پھر مَیں اپنے تمام colleagues کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور جن لوگوں نے اِس Law پر کام کیا ہے، اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں because آج میں سمجھتا ہوں کہ ایک milestone ہے۔ صرف باتیں کرنا تو بہت آسان ہے۔ ریاست پر اِلزامات لگانا تو بہت آسان ہے، ریاستی اِداروں پر، حکومت پر، لیکن solid steps کہ missing persons کا جو مسئلہ ہے، solid steps اُٹھانے کے لیے یہ پہلی حکومت ہے کہ جنہوں نے solid steps اُٹھائے ہوئے ہیں۔ اور آج اِس مسئلے کو For once for all. بلوچستان سے کم سے کم ختم کیا جا رہا ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you۔ تحریک کی بابت چونکہ ہاؤس کی رائے آچکی ہے لہٰذا تحریک منظور کی جاتی ہے۔ انسداد دہشتگردی (بلوچستان ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرِ غور لایا جاتا ہے۔ وزیر برائے محکمہ داخلہ انسداد دہشتگردی (بلوچستان ترمیمی) مسودہ

قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2025ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

نوابزادہ محمد زرین خان مگسی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون وپارلیمانی امور): مَیں زرین مگسی، وزیر برائے محکمہ داخلہ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ انسدادِ دہشتگردی (بلوچستان ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2025ء) کومجلس کی سفارشات بموجب منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا انسدادِ دہشتگردی (بلوچستان ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2025ء) کومجلس کی سفارشات کی بموجب منظور کیا جائے؟ ماسوائے وہ الفاظ جوسی ایم صاحب نے اُن کے بارے میں کہاہے، وہ omit کیے جاتے ہیں۔radicalization اور rehabilitation۔تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا انسدادِ دہشتگردی (بلوچستان ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2025ء) کومجلس کی سفارشات کی بموجب منظور کیا جاتا ہے۔مولوی صاحب! آپ بولنا چاہ رہے تھے کچھ۔ پلیز بتائیں پلیز جلدی سے۔اِس سے ہٹ کے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وہاں گوادر کے ایشو پر ایک مسئلہ ہے۔مَیں جب بات کرتا ہوں تو پھر سی ایم صاحب اور ساتھی بھی کہتے ہیں کہ آپ طنز کرتے ہیں۔ابھی وہ مجھے کہا، مجھے پتہ نہیں تھا یہ۔ میں جو نیا بندہ ہوں، نیا اسمبلی میں آیا ہوں، ایک سال ہوا ہے۔ مجھے زیادہ رُول مُول کا پتہ نہیں ہوتا ہے اِسی لئے میں نے وہ بٹن صحیح کرلیا۔ اچھی بات یہ ہے، اسپیکر صاحب! وہاں گوادر مستقبل کا سنگاپور ہے۔سی پیک کے ماتھے کا جھومر ہے۔سی پیک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ مستقبل کا دُبئی ہے، ہم یہ بیس، چالیس سال سے سُن رہے ہیں۔اَب ایک ہفتہ پہلے گوادر میں ایک بجلی کی تار گرنے سے میرا ایک بندہ شہید ہوا ہے۔وہاں عام حالات یہ ہیں گوادر کے سنگار پور کے رہنے والوں کا۔اور سُپر طاقت جو امریکہ کے ساتھ ایک مقابلہ میں چائنا ہو، وہ میرے پاس ہے، گوادر میں۔وہ اربوں انسانوں کوسنبھال سکتا ہے۔لیکن میرے گوادر میں، مَیں اُن کوسنبھال رہا ہوں۔لیکن تار گرنے کی وجہ سے میرے لوگ مر رہے ہیں۔تو یہ بلوچستان کے اور پاکستان کے عوام کو ہم یہ پیغام دیتے ہیں کہ سی پیک سے پورا بلوچستان ترقی کرے گا۔اور میرے نوجوان تار گرنے سے وہ مر رہا ہے، شہید ہو رہا ہے۔تو میری سی ایم سے گزارش ہے، وزیر اعظم شہباز شریف صاحب سے گزارش ہے۔۔۔(مداخلت) سردار صاحب بات کرلوں؟

جناب اسپیکر: جی مکمل کرلیں، مکمل کریں مولوی صاحب! مکمل کریں آپ۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: تو آپ ہیڈ ماسٹر نہیں ہیں۔مگر آپ اُس کے قائم مقام بن رہے ہیں ابھی۔مَیں سی پیک کی بات کروں تو آپ بادام کی بات کرسکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! آپ سنگار پور کی بات کریں جلدی جلدی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: تو یہ وزیراعظم صاحب سے کہہ دیں کہ گوادر کے عوام کا حق ہے۔ جب گوادر ترقی نہیں کریگا، تار گرنے سے لوگ مریں گے، شہید ہوں گے تو خدا کے واسطے گوادر کے عوام پر رحم کریں۔ چالیس ارب کا، مجھے حکومت کہتی ہے کہ ہم نے اربوں روپے گوادر پر خرچ کیے۔ تو اربوں خرچ ہونے کے باوجود میرے لوگ تار گرنے سے مر جائیں، وہ اربوں روپے کہاں گئے، کرپشن کی پوری داستان ہے، بات نہیں کرسکتا۔ پانی کا مسئلہ اُس دن رحمت صالح صاحب نے کہا، پھر سردار عبدالرحمٰن صاحب نے کہا، ہمارا جو پانی کی سپلائی کا ایشو ہے۔ میں سی ایم صاحب کا بھی اور سردار صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں بطور گوادر کا ایم پی اے۔ پانی کی سپلائی کا مسئلہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ لیکن ظاہر ہے ابھی پانی کا بحران بارش نہ ہونے کی وجہ سے پانی کا بحران ہونے والا ہے۔ آکرا کور ڈیم خشک ہونے والا ہے، وہ خشک ہو، اُس کی وجہ سے پانی میں بدبو آرہی ہے۔ جو رحمت صالح نے کہا اُس کی وجہ وہ نہیں ہے سپلائی کا۔ سپلائی تو یہ پورا سال پانی کیلئے ایک احتجاج بھی نہیں ہوا گوادر میں۔ تو یہ میں کہہ رہا ہوں۔ اِس پر بھی میں نے سی ایم صاحب سے گزارش کی تھی کہ گوادر سنگار پور ہے، دُبئی ہے۔ سی پیک کے ماتھے کا جھومر ہے یہ طنز نہیں ہے۔ یہ ہم سُن رہے ہیں کانوں سے گوادر کے لوگ، کہ دُبئی ہے ،سنگار پور، فلاں ہے۔ یہ چالیس ارب روپے ایمانداری سے خرچ کرتے تو واقعی سنگار پور ہوتا، واقعی دُبئی ہوتا لیکن یہاں آفیسران نے کرپشن کی ہے، عیاشیاں کی ہیں، لوگوں نے پتہ نہیں گوادر کے پیسوں سے آفیسران نے بھی، نمائندوں نے بھی دُنیا بھر میں جائیدادیں بنائی ہیں، صرف پانی پر گزشتہ دس سال سات ارب روپے پانی پر صرف خرچ ہوئے ہیں۔ سات ارب صرف پانی پر، اگر یہ ہمیں آج سی ایم صاحب دے دیں۔ ہم سی ایم صاحب کو سنگار پور بنا کر دیں گے۔ لیکن چوروں کے حوالے نہ کریں۔ تو میری آپ کے توسط سے کیونکہ آپ بھی شہباز شریف سے ملتے رہتے ہیں اسپیکر صاحب! اور سی ایم صاحب بھی زرداری صاحب سے ملتے رہتے ہیں، دونوں گوادر کے عوام پر رحم کریں اور تھوڑی توجہ دیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you مولوی صاحب۔ آپ کا پوائنٹ آن ریکارڈ آ گیا۔ اب میں گورنر صاحب کا حکمنامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

قائد ایوان: سر! مَیں ایک چھوٹی سی ریکویسٹ، آنر ایبل ممبرز سے آپ کے توسط سے۔

جناب اسپیکر: جی۔

قائد ایوان: کہ ہم نے ایک نیا ہال بنایا ہے کیونکہ اِس ہال کی تو آپ کو پتہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے، آپ کیلئے اچھی نیوز ہے کہ کل رات مجھے اسحاق ڈار صاحب نے ٹیلیفون کیا تھا اور اُنہوں نے اِسکو بجٹ بھی کر دیا ہے۔ کہ وہ اِس ہال کو

، نیا پراونشل اسمبلی بنے گی۔تو meanwhile وہ جو ایک نیا ہال بنا ہے جس میں ہم نے شاید بجٹ سیشن بھی وہاں کرنا ہے۔یا جس طرح آپ کی رائے ہوگی۔تو ایک چھوٹا سا علامتی اجلاس ہے،،اگر آنرایبل ممبرز وہاں تشریف لے آئیں تو اُس کا افتتاح بھی ہے، وہ بھی دیکھ لیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اَب میں گورنر صاحب کا حکم نامہ پڑھ کر سُنا تا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan,1973, I Sheikh Jaffar Khan Mandokhel, Governor Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the on going Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Wednesday, the 04th June, 2025, instead of Tuesday the 03rd June, 2025.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس صبح 11:00 بجے اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆